تعارف وتبصرہ

مقصد زندگی کا اسلامی تصور　　　　پروفیسر محمد عبدالحق انصاری

ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی۔۲۵، ۲۰۰۷ء، صفحات: ۱۷۰،
قیمت: ۷۵/- روپے

مقصدِ زندگی کی تعبیر وتشریح کے لیے مختلف طبقوں میں مختلف اصطلاحات رائج ہیں۔فلاسفہ وحکماء اس کے لیے ’سعادت‘ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔صوفیہ کے حلقوں میں ’فنا فی الحق‘ کا تصور ملتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں قرآن کی ان اہم اصطلاحات کی وضاحت کی گئی ہے جن کے مجموعے سے مقصدِ زندگی کا اسلامی تصور ابھرتا ہے۔ اس کے لئے سات اصطلاحات منتخب کی گئی ہیں، جو یہ ہیں: عبادت، خلافت، تزکیۂ نفس، تقویٰ، احسان، رضائے الٰہی اور طلبِ آخرت۔ پہلے قرآن وحدیث کی روشنی میں ان اصطلاحات میں سے ہر ایک کی الگ الگ تشریح کی گئی ہے اور تائید میں اہلِ لغت کی تحقیقات، مفسرین ومحدثین کی آراء اور فقہاء وصوفیہ کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ پھر کتاب کے آخری باب میں بہ حیثیتِ مجموعی مقصدِ زندگی کا جامع اسلامی نظریہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ مباحث مختلف مضامین کی صورت میں چار دہائیوں قبل ماہ نامہ زندگی رام پور کے مختلف شماروں (دسمبر ۱۹۶۷ تا نومبر ۱۹۶۸ء) میں شائع ہوئے تھے۔ بعد میں ۱۹۷۰ء میں کتابی صورت میں ان کی پہلی اشاعت عمل میں آئی تھی۔اب فاضل مصنف کی نظر ثانی اور کسی قدر اضافہ کے ساتھ اس کی اشاعتِ نو ہوئی ہے۔

مقصدِ زندگی سے متعلق قرآن کے مختلف تصورات کی وضاحت کرتے ہوئے فاضل مصنف نے عبادت کے موضوع پر مدلّل اور مفصّل بحث کی ہے۔انھوں نے عبادت کا بہت جامع تصور پیش کیا ہے۔اس کے مطابق ”عبادت سے ہر وہ فعل مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کو الٰہ اور رب اور خود کو اس کا بندہ اور غلام مانتے ہوئے اس کے ہر حکم کی اطاعت اور رہر مرضی کی طلب میں انجام دیا جائے۔۔قرآن مجید میں مطلق عبادت کو انسان کی تخلیق کی غایت قرار دیا گیا ہے، کوئی تخصیص نہیں کی گئی ہے۔اسے اللہ تعالیٰ کے صرف ان احکامات کی اطاعت تک محدود کرنے کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے جنھیں عرف عام میں عبادت کہا جاتا

ہے‘‘ (ص۱۱) خلافت کی بحث میں انھوں نے واضح کیا ہے کہ انسان کے اللہ کا خلیفہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ’’وہ زمین اور اس کی تمام مخلوقات کا حقیقی مالک و حاکم خدا کو سمجھتے ہوئے اپنے دائرۂ اختیار و تصرّف میں خدا کا حکم نافذ کرے‘‘ (ص۵۳) انھوں نے ان لوگوں کی تردید کی ہے جو اس مفہوم کو غلط قرار دیتے ہوئے ’خلیفہ‘ سے مراد انسانوں کا فرشتوں یا جنوں کا جانشین ہونا مراد لیتے ہیں۔ تزکیۂ نفس کی بحث بھی اہم لیکن مختصر ہے۔

فاضل مصنف نے لکھا ہے کہ یہ تینوں اصطلاحات (عبادت، خلافت اور تزکیۂ نفس) الگ الگ حقیقتیں نہیں پیش کرتیں، بلکہ ایک ہی جامع حقیقت کے الگ الگ پہلوؤں کو نمایاں کرتی ہیں (ص۱۲) زندگی کو اگر اسلامی خطوط پر استوار کیا جائے تو اس کے دو درجات ہوں گے۔ اول درجہ کو قرآن نے تقویٰ کہا ہے اور دوسرے کو احسان۔ تقویٰ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا اور اس کے احکام بجا لانا ہے۔ احسان اللہ تعالیٰ کے احکامات و اوامر سے آگے بڑھ کر اس کے پسندیدہ کاموں اور مرضیات کو انجام دینا ہے۔ ان دونوں کا تعلق انسان کی پوری زندگی سے ہے، نہ کہ کسی ایک پہلو سے (ص۱۳) رضائے الٰہی اور طلبِ آخرت قرآن کے پیش کردہ مقصدِ زندگی کے حصول کی کوشش کے لیے مطلوبہ محرکات کی نشان دہی کرتے ہیں۔ رضائے الٰہی کو قرآن وسنت میں ہر پسندیدہ دینی، قلبی اور جسمانی عمل کا محرک بتایا گیا ہے اور طلبِ آخرت کو عارضی اور کم تر کامیابیوں اور مسرتوں کے مقابلے میں اعلیٰ اور دائمی مسرّتوں اور سعادتوں کو ترجیح دینے کا ذریعہ بتایا گیا ہے (ص۱۵)

کتاب کا آخری باب ’مقصدِ زندگی کا جامع تصوّر‘ بہت اہم ہے۔ اس میں یہ بحث بڑی قابلِ قدر ہے کہ ’’ایک شے بذاتِ خود مقصود رہتے ہوئے دوسری شے کے لیے ذریعہ بھی ہوسکتی ہے۔ اگر یہ دونوں حیثیتیں دو اعتبار سے ہوں تو ان میں کوئی تناقض نہیں... نماز خدا کا ذکر ہے اور فی نفسہ مقصود ہے، مگر نماز فحش و منکرات سے روکنے کے لیے ایک ذریعہ بھی ہے‘‘ (ص۱۵۰) اسی طرح یہ بحث بھی کہ ’’دین کے مقاصد کے درمیان قدر و قیمت اور اہمیت کے لحاظ سے مختلف درجات ہیں۔ مختلف چیزیں مختلف حدود میں مطلوب ہیں‘‘ (۱۶۴)

کتاب کے مصنف پروفیسر محمد عبدالحق انصاری سابق امیر جماعت اسلامی ہند اور

ڈائرکٹر اسلامی اکیڈمی نئی دہلی ہیں۔فلسفہ وتصوف ان کے اختصاصی موضوعات ہیں۔ان پر اردو اور انگریزی میں ان کی متعدد تصانیف ہیں۔ ہند و بیرونِ ہند کی مختلف جامعات میں انھوں نے شعبۂ اسلامک اسٹڈیز میں تدریسی و تحقیقی خدمات انجام دی ہیں۔زیرِ نظر کتاب بھی ان کی اعلیٰ تحقیقی صلاحیتوں کی مظہر ہے۔

یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ نظرِ ثانی کے باوجود بہت سی خامیوں کو دور نہیں کیا جاسکا ہے۔مثلاً حوالوں کا عصری طریقہ نہیں اختیار کیا گیا ہے۔احادیث کے حوالے عموماً مشکوٰۃ اور ریاض الصالحین اور کہیں کہیں لغت کی کتاب لسان العرب سے دیے گئے ہیں۔النکاح من سنتی اور فمن رغب عن سنتی فلیس منّی دو الگ الگ حدیثیں ہیں،لیکن دونوں کو ایک حدیث کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے اور حوالہ بھی نہیں دیا گیا ہے (ص ۱۶۷)۔طبع اول میں شخصیات کے سنینِ وفات درج نہیں کیے گئے تھے۔اس اشاعت میں چند شخصیات کے سنینِ وفات کا اضافہ کیا گیا ہے لیکن بہت سی شخصیات کے چھوڑ دیے گئے ہیں۔جو سنینِ وفات درج کیے گئے ان میں بھی غلط اندراجات ہو گئے ہیں۔مثلاً قرطبی کا سنۂ وفات ۲۷۶ھ/۸۸۹ء درج ہے،جب کہ صحیح ۶۷۱ھ/۱۲۷۳ء ہے۔ قسطلانی کا سنۂ وفات ۱۰۱۷ء درج ہے،جب کہ صحیح ۱۵۱۷ء ہے۔سید قطب کا سنۂ شہادت معلوم نہیں کیسے ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء درج ہو گیا ہے،جب کہ صحیح ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۶ء ہے۔دل چسپ بات یہ ہے کہ کتاب کی پہلی اشاعت (۱۹۷۰ء) میں بھی سید قطب کے نام کے ساتھ 'شہیدِ راہِ خدا' لکھا گیا تھا۔ پھر ان کا سنۂ شہادت ۱۹۷۴ء کیسے ہوسکتا ہے؟ کتاب میں قرآن مجید کے سات تصورات سے بحث کی گئی ہے،لیکن کتاب کے پہلے باب میں انھیں چھ تصورات (تصوراتِ ستّہ) شمار کیا گیا ہے (ص ۱۵) آخر میں کتابیات کی فہرست بھی مرتّب نہیں کی گئی ہے۔

ان معمولی فروگزاشتوں سے قطع نظر یہ کتاب تحریک اسلامی ہند کے بنیادی لٹریچر کی ایک اہم کتاب ہے۔امید ہے،دینی وتحریکی حلقوں میں اسے قبولِ عام حاصل ہوگا اور اس سے خاطر خواہ استفادہ کیا جائے گا۔

(محمد رضی الاسلام ندوی)